سوال

(57) کیاٹائی پہن کر نماز ہوجاتی ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل یہ ایک مسئلہ ہے کہ ٹائی پہن کر نماز پڑھنا ناجائز ہے اورکچھ لوگ یعنی مولوی صاحبان توکہتے ہیں کہ عیسائی مذہب کا خاص راز ہے۔ لیکن میری معلومات (عیسائی لوگوں) کے مطابق عیسائی مذہب میں نہیں ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ ٹائی پہن کر Reason اس کا کوئی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ تفصیلات کے ساتھ جواب دے کر دل کا شک وشبہ دور کریں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ٹائی کے بارے میں علماء اوراہل علم کی دورائیں ہیں۔ ایک یہ کہ عیسائیوں کا کوئی مذہبی نشان ہے اوردوسری یہ کہ عام لباس کی طرح ہے اس میں مذہب کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اب پہلی رائے کے مطابق اگر یہ ثابت ہوجائے کہ عیسائیوں کے نزدیک اس کو کوئی مذہبی حیثیت ہے تو نماز اورنماز کے علاوہ دونوں حالتوں میں اس کا پہننا جائز نہیں ہے اوراگر اس کے بارے میں یہ یقین ہوجائے کہ مذہبی طورپر اس کی کوئی اہمیت نہیں تو پھر عیسائیوں کا خصوصی شعار ہونے کے لحاظ سے اس کو ناجائز نہیں کہاجائے گا۔ لیکن ایک بات بہر حال قابل غور ہے کہ اس کی ابتدا کیوں اورکیسے ہوئی۔ لباس میں تواس کی خاص ضرورت نہیں۔ اب تو یورپ والے بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ خواہ مخواہ کا بوجھ ہے اوراس سے تنگی محسوس ہوتی ہے۔ اس لئے محض لباس سمجھ کراس کو پہننا ناقابل فہم ہے۔ اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی کہ اسے اس طرز پر رائج کیا گیا۔ ایک اور بات بھی متفق علیہ ہے کہ اس کی ابتداء عیسائیوں نے کی۔ مسلمانوں کے لباس کا کسی دور میں بھی ٹائی حصہ نہیں رہی اوریہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ مسلمانوں نے اس کو نہ کسی ضرورت کے تحت اختیار کیا ہے اور نہ لباس سمجھ کر بلکہ ہمارے لوگوں نے عیسائیوں کی تقلید اوردیکھا دیکھی میں اس کو پہننا شروع کر دیا ہے اس لئے میری رائے میں اگر کوئی شخص کسی مجبوری کے بغیر محض انگریزی کی تقلید میں اسے پسند کرکے اختیار کرتا ہے تو یہ جائز نہیں ہوگا کیونکہ کسی چیز کو بھی دوسری قوم سے مرعوب یا متاثر ہوکر قبول کرنا اسلام میں جائز نہیں (سوائے شدید ضرورت یا مجبوری کے) اس سلسلے میں مندرجہ ذیل احادیث قابل غور ہیں۔

(من تشبه بقوم فهو منهم) (المعجم الأوسط للطبراني ج ۹ ص ۱۵۱ رقم الحديث ۸۳۲۷)

''جس شخص کسی نے کسی دوسری قوم کی تقلید کی وہ ان ہی میں سے سمجھا جائے گا۔''

یعنی جو شخص کسی دوسری قوم کی عادات واطوار کو اپناتا ہے یا پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کا شمار بھی انہی لوگوں میں سے ہوگا۔ اسی طرح دوسری حدیث کے الفاظ

(خالفوا الیھود والنصری)

(یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرو) یعنی یونہی بلا ضرورت 'محض ان کی ترقی اور شان وشوکت سے مرعوب ہو کر ان کے پیچھے نہ لگیں بلکہ اس کے برعکس ایسے کاموں میں ان کی مخالفت کریں۔ تیسری حدیث ہے

''دع ما یریبک الی مالا یریبک'' (مشکوۃ للالبانی ج ۲ کتاب البیوع باب الکسب وطلب الحلال ص ۸۴۵ رقم الحدیث ۲۷۷۳)

''یعنی جس چیز کے جائز یا ناجائز ہونے میں شک ہو بہتر یہ ہے کہ اس کو چھوڑ کر ایسی چیز اختیار کی جائے جس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔''

چوتھی حدیث ہے

ان الحلال بین وان الحرام بین وبینھما مشتبھات لا یعلمھن کثیر من الناس فمن اتقی الشبھات فقد استبراء لدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبھات وقع فی الحرام (سنن ابی داؤد ج ۲ کتاب السبوع باب اجتناب الشبھات ص ۱۱۷)

''یعنی حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔ ان کے درمیان کچھ ایسے کام بھی ہیں جو واضح نہیں ہیں بلکہ ان میں شبہ ہے اور اکثر لوگوں کو ان کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں جو شبہات سے دور رہا اس نے دین اور عزت کو محفوظ کر لیا اور اس نے شبہات کی پرواہ نہ کی تو اس کے حرام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔''

لہٰذا اس طرح کے مسائل میں احتیاط بہر حال بہتر ہے 'خصوصاً غیر مسلموں کے ایسے کام جن میں علمی سائنسی یا فوجی فوائد بھی نہیں ہیں۔ محض دیکھا دیکھی اور شان وشوکت کے لئے ان کو اپنا لینا درست نہیں ہے۔ جو قومیں دوسروں کی تہذیب وثقافت کو بغیر کسی دینی یا دنیاوی مقصد اور بغیر کسی ضرورت کے قبول کر لیتی ہیں وہ کبھی بھی دنیا میں ترقی ورفعت کی منازل طے نہیں کر سکتیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص163

محدث فتویٰ